بھی تحفظ دیتا تھا۔اس کی مدد کے لئے وزیر اور افسران ہوتے تھے۔حکومت کی آمدنی کا اہم ذریعہ خراج تھا۔حکومت کی پوری زمین راجا کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔اس لئے پیداوار کے ایک تہائی 1/3 حصہ پر اس کا اختیار تھا اور خراج کی رقم بھی تھی۔راجا کے ذریعہ آفیسران کو زمین دی جاتی تھی۔اس کے علاوہ سمندر گپت نے کئی ہارے ہوئے راجاؤں کو ان کے علاقے لوٹا کر انہیں ٹیکس دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ٹیکس دینے والے یہ حکمراں اور زمین کے مالک افسران ''سامنت'' کہلاتے تھے۔موریہ حکمرانوں کے مرکزی نظام حکومت کے برخلاف گپتوں کی حکومت سامنتی اور غیر مرکزی شکل رکھتی تھی۔آگے چل کر یہی بات گپت حکومت کے زوال کی وجہ بن گئی۔

حکومت کی سب سے بڑی اکائی کو دیش کہا جاتا تھا۔دوسری صوبائی اکائی کو ''بھکتی'' کہا جاتا تھا۔اس وقت مگدھ کا تذکرہ بھگتی کی شکل میں ملتا ہے۔بھگتی کے آفیسران ''اوپرک'' کہلاتے تھے۔اس کے نیچے کی اکائی ''ویشے'' ممکن ہے۔ضلع کی شکل میں رہی ہو جس کے آفیسر کو ویشے پتی'' کہا جاتا تھا۔سب سے چھوٹی اکائی ''گرام'' ہوتی تھی۔

کمار اماتیہ	- صوبے کا گورنر
مہاسندھی	- جنگ اور امن کا وزیر
مہاڈنڈ نائک	- چیف جسٹس

مقامی حکومت میں نگر سریشٹھی (شہر کا بینکر یا شیئر کا تاجر) سارتھ واہ یعنی تاجروں کے قافلے کا سربراہ پرتھم کولک یا خاص دستکار۔پرتھم کا یستھ یعنی کلرکوں کے سردار (ہیڈ کلرک) جیسے لوگ اہم کردار میں ہوتے تھے۔گرام کا سردار ''گرامک'' کہلاتا تھا جس کا انتخاب گرام سمیتی کے لوگ کرتے تھے۔نگر پتی شہر کے حکومت کا سربراہ ہوتا تھا۔

اسے بھی جانیں

گپت حکومت کے زوال سے ہرش کے عروج تک شمالی ہندوستان میں چار حکومتیں کافی طاقت ور حالت میں تھیں۔

1. مگدھ کے گپت (ان کا گپت خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا)

وَندے ماترم

سُجلام سُفلام مَلَ یَج شیتلام،

شسیے۔شیام لام مَاترَم

وَندے مَاترَم!!

شُوبھر۔جیوتسنَا۔پُلکِت۔یامینیم،

پھُلّ۔کوسُومِت۔دُرم دَل۔شُوبھینیم

سُوہاسنیم،سومدھُر بھاشینیم،

سُوکھدَام،وَردام،مَاترَم!!

وَندے مَاترَم!!

کیا آپ جانتے ہیں

ہیون سانگ ایک چینی سیاح تھا جس نے ہرش کی حکومت کا سیر کیا تھا۔ اس نے ہرش کے نظام حکومت اور عام لوگوں کی زندگی کا تفصیلی تذکرہ اپنے سفرنامے میں کیا ہے۔ ہرش کو ہیون سانگ نے بودھ مذہب کا عظیم عقیدت مند بتایا ہے لیکن وہ شیو اور سوریہ سے بھی عقیدت رکھتا تھا۔

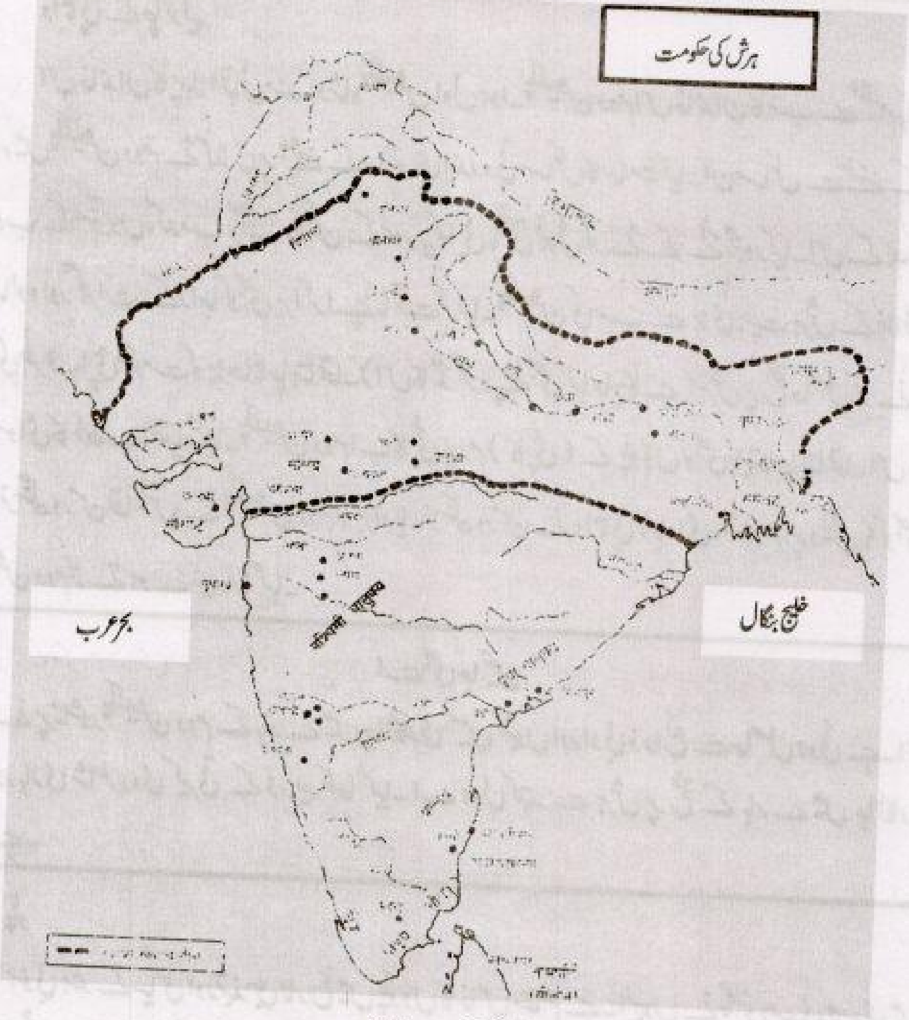

ہرش کی حکومت کا نقشہ

کی کئی کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ بہار راشٹر بھاشا پریشد نے انہیں ان کی کتاب (پراچین بھارتیہ ساشن پدھتی) ''قدیم ہندوستان کی نظام حکومت'' کے لئے انہیں ایک ہزار سکّے کا انعام دیا۔ انعام لیتے وقت انہوں نے کہا تھا ''میں نے قومی زبان سمجھ کر ہندی کی خدمت کی ہے، فائدہ کے لئے نہیں'' قومی زبان ہندی کے تعلق سے انہیں غیر معمولی دلچسپی تھی۔

انہیں 1954ء میں امریکہ میں مہمان لکچرر کی حیثیت سے بلایا گیا۔ اسی سال ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے موضوع پر لکچر دینے ویسٹ انڈیز بھی گئے۔ ڈاکٹر التیکر تاریخ نویسی میں کسی ازم سے وابستہ نہیں تھے۔ یہ ہر لمحہ مصروف رہنے میں یقین رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں ''ہر بڑیا'' بھی کہا گیا۔ ان کا ماننا تھا کہ جب کسی کتاب کا مخطوطہ تیار ہو جائے تو اسے شائع کر دینا چاہئے اور انہیں سنوارنے کا کام نئے تحقیقی دانشوروں پر چھوڑ دینا چاہئے۔ التیکر کے تحقیق کی بنیاد بنیادی طور پر ادبی ذرائع تھے۔ لیکن وہ قدیم کتبوں اور سکہ شناسی کے بھی عالم تھے۔ آثار قدیمہ کے میدان میں انہوں نے بہار میں سب سے زیادہ کام کیا۔

التیکر قدامت پرست نہیں تھے۔ عورتوں کے تئیں ان کا نظریہ رواداری کا تھا۔ عورتوں کی حالت پر ان کے ذریعہ تخلیق کردہ کتاب سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کے گاؤں میں ''ستی'' کے واقعہ نے انہیں بہت متاثر کیا تھا۔ انہوں نے الہ آباد کے ''لیڈر'' اخبار میں ایک مضمون چھپوایا جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ وید پڑھنے کا اختیار عورتوں اور شودروں کو بھی ہے۔ یہ مضمون اسی زمانے میں شائع ہوا جب ایک شدر لڑکی بنارس ہندو یونیورسٹی کے مذہبی شعبہ میں مطالعہ کرنا چاہتی تھی اس وجہ سے اس مضمون کا تذکرہ کاشی میں بھی خوب ہوا۔

ڈاکٹر التیکر نے پنڈت راہل سانکرتیان کے ذریعہ جمع کئے گئے مخطوطات کی اشاعت کے لئے کافی محنت کی۔ اس کام میں انہیں بلدیو مشر کا متوقع تعاون بھی حاصل رہا۔

ان کے بارے میں جگدیش چندر ماتھر نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ ''میں اکثر تعجب کرتا تھا کہ ڈاکٹر التیکر نے اپنی تمام کتابیں ہندوستان میں ہی کیوں چھپوائے، جبکہ ان کی تاریخ کے موضوع کی تخلیقات عالمی سطح کی تھیں، کیونکہ انگلینڈ یا امریکہ میں شائع ہونے والی کتابوں کی جو اہمیت تھی وہ ہندوستان میں شائع کتابوں کی نہیں تھی۔ کیا ڈاکٹر التیکر اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ ایک بار پوچھنے پر انہوں نے کہا۔ بہت پہلے جب قومیت کا دور آیا تھا تبھی میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ انگلینڈ میں اپنی کتابیں نہیں چھپواؤں گا۔ آخر اتنے لوگ

شمال میں واقع چالوکیوں اور جنوب میں چولوں اور پانڈیوں کے ساتھ ان کا ہمیشہ ٹکراؤ ہوتا رہا۔

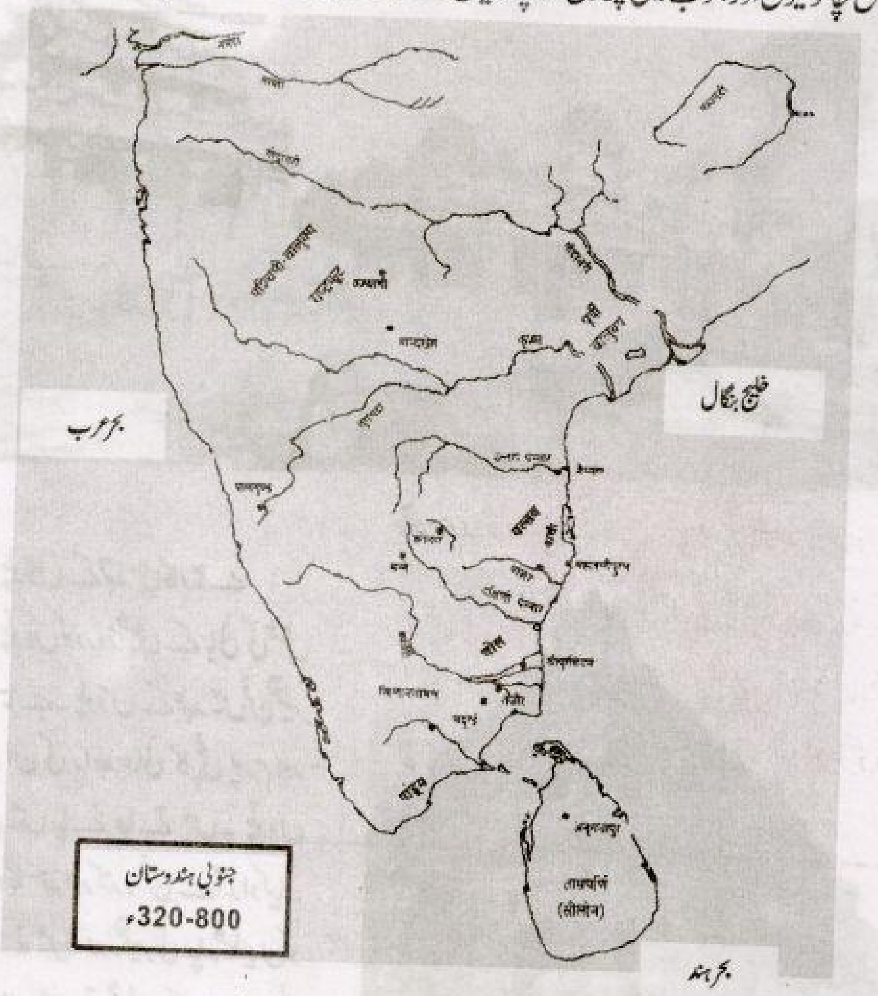

پلّو اور چالوکیہ عہد کے ہندوستان کا نقشہ

پلّووں کا پہلا اہم ترین حکمراں مہندر ورمن اوّل (600-630) ہوا۔ چالوکیہ حکمراں پلکیشن دوم نے اسے ہرایا تھا۔

مہندر ورمن کا بیٹا نرسنگھ ورمن ایک عظیم بہادر تھا۔ اس نے اپنے باپ کی شکست کا بدلہ لیا اور پلکیشن دوم کو ہرا کر اس نے ''واتاپی کونڈ'' کا خطاب اختیار کیا۔

ہندوستان میں مطلق العنان شاہی حکومت نہیں تھی بلکہ آئینی اور ذمہ دار شاہی حکومت تھی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں جمہوریت کا بیان ہے اور دوسرے حصہ میں شاہی حکومت کا بیان ہے۔

کے. پی. جیسوال کی ایک دوسری کتاب (History Of India) ''ہسٹری آف انڈیا'' (150ء سے 350ء تک) 1930ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں کشان حکومت کے آخر اور گپت حکومت کے درمیانی عہد پر روشنی ڈالی گئی۔ انہوں نے ادبی کتاب، کتبوں اور سکوں کی بنیاد پر گپت حکومت کے قبل ناگ اور وکاٹکوں کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ 1934ء میں شائع شدہ (An Imperial History of India) ''این امپیریل ہسٹری آف انڈیا'' کے ذریعہ سے انہوں نے نیپال کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

سکے کے فن پر بھی انہوں نے کئی تحقیقی کام کیے۔ ہسٹری آف انڈیا میں انہوں نے گنگا گھاٹ کے بہت سے سکوں کا تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے کچھ سکوں کا تعلق موریوں کے ساتھ قائم کر کے نئے خیالات کو پیش کیا جو آج بھی تنقید کے باوجود تسلیم شدہ ہے۔

کتبوں کے مطالعہ میں جیسوال صاحب کا سب سے اہم ترین کام کھارویل کے کتبے سے متعلق تنازعہ کو سلجھانا تھا۔ ان کی تاریخ نویسی میں ایک دانشور کا اصول غالب تھا۔ یہ تاریخی واقعات کے تمام پہلوؤں اور اسباب کا تجزیہ کرنے کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچتے تھے۔ انہوں نے اسمتھ (Smith) کے خیالات کی تردید ثبوتوں کے متوازن استعمال کی بنیاد پر کیا۔ یہ تاریخ نویسی میں ذرائع کے تقابلی مطالعہ کے بعد ہی کسی آخری نتیجہ پر پہنچتے تھے۔

کاشی پرشاد جیسوال کی تاریخ نویسی میں ہندو خیالات، فلسفہ، مذہب، حکومت، جمہوریت اور سماجی نظام کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ ان کی تاریخ نویسی میں اصلیت (بنیاد) اور قومی غیرت کی بھی جھلک ملتی ہے جو ہندوستانیوں کو ہمیشہ فخر کا احساس دلاتا رہے گا۔ انہوں نے مخالف حالات (غلام ہندوستان) میں جتنا کام تاریخ نویسی کے میدان میں کیا وہ انتہائی قابل تعریف ہے۔

ڈاکٹر اننت سداشیو التیکر

ڈاکٹر اننت سداشیو التیکر ایک عظیم ماہر آثار قدیمہ اور مؤرخ تھے۔ پٹنہ یونیورسٹی میں قدیم

کیا آپ جانتے ہیں

کاشٹھ کلا—مندر تعمیر یا فن تعمیر کے مختلف شکلوں میں لکڑی کے استعمال کا رجحان رہا ہے۔اس فن میں مندروں کے دیوار، بیم اور چھت کی تعمیر میں لکڑی کو نمایاں کر کے استعمال کیا جاتا تھا۔

دروڑ شیلی—دروڑ شیلی کے مندر جنوبی ہند (کرشاندی کے دکھن) میں پائے جاتے ہیں۔اس میں مندر کی بنیاد مستطیل نما اور گربھ گرہ کے اوپری سرے پر کئی ٹکڑوں میں بنا ہوتا ہے۔اوپر کا ہر ایک ٹکڑا بالترتیب اپنے نیچے کے ٹکڑے سے چھوٹا ہوتا ہے۔اوپری حصہ میں گنبد کے شکل کی کئی استوپکائیں ہوتی ہیں۔آگے چل کر مندر کے ساتھ ساتھ ستون سے بنا منڈپ، گلیارا اور گوپورم (داخلے کا دروازہ) بنایا گیا۔

پلوّوں نے سنسکرت اور تمل زبان کو بھی تحفظ دیا۔مہندر ورمن خود ایک عظیم دانشور تھا۔پلوّوں کے زمانے میں ویشنوسنت (بھگوان وشنو سے عقیدت رکھنے والے) اور شیوسنت (شیو کے عقیدتمند) کی بھی عزت افزائی کی گئی۔

آگے چل کر جنوبی ہند میں چولوں نے پلوّوں کا اور دکھناپتھ میں چالوکیوں کی جگہ راشٹر کوٹوں نے لے لیا۔

جنوبی ہند کے صوبوں میں مقامی حکومت:-اس زمانے کے تاریخی ذرائع سے ہمیں مقامی حکومت کے بارے میں اہم ترین جانکاری حاصل ہوتی ہے۔گاؤں کی سطح پر تین طرح کی تنظیمیں تھیں۔اُرہ، سبھا اور نگرم۔اُر کے ممبر عام طور سے اثر ورسوخ والے لوگ ہوتے تھے۔اسے برہمن زمینداروں کی تنظیم بھی کہا جاتا تھا۔

سبھا کئی ذیلی کمیٹیوں میں تقسیم تھی جن کا کام سینچائی کے ذرائع کو فروغ دینا، کھیتی باڑی سے جڑے مختلف کاموں کو دیکھنا، سڑک تعمیر کرنا، مقامی مندروں کی دیکھ ریکھ کرنا، تعلیمی اداروں اور بازار کا انتظام کرنا ان کے اہم کام تھے۔نگرم تاجروں کی تنظیم تھی۔اس پر طاقت ور زمینداروں اور تاجروں کا قبضہ تھا۔یہ ادارے بعد کی صدیوں میں اور زیادہ طاقتور ہو گئی تھی۔

نالندہ مہاویہار

آپ پچھلے باب میں پڑھ چکے ہوں گے کہ قدیم زمانے میں طالب علم گروکل میں کیسے تعلیم حاصل کرتے تھے اور اپنے علم کے ذریعہ سماج کو کیسے صحیح راستہ دکھاتے تھے۔رفتہ رفتہ یہ علم برہمنوں اور مندروں کے احاطے تک محدود ہو گیا۔علم پر مذہب اور عمل پر ضعیف الاعتقادی کا اثر بڑھ گیا۔ایسی حالت میں نالندہ، وکرم شیلا اور اودونت پوری (بہار

باب-14

ہمارے مورخین

[کاشی پرساد جیسوال اور ڈاکٹر انت سداشیو التیکر]

کریم کا سوال
پٹنہ ضلع واقع مڈل اسکول اکبر پور کے بچے پٹنہ میں کمہرار (موریہ عہد کے باقیات) گھومنے آئے ہوئے تھے۔ کچھ بچوں کی نظر چمکیلے لال پتھر کے ستون پر گئی۔ ایک بچے نے اپنے استاد سے پوچھا۔ سر، کیا یہ اشوک کا وہی ستون ہے جس کے بارے میں ہم باب-9 میں پڑھ چکے ہیں۔ استاد نے کہا، ہاں، یہ کھدائی سے نکلی ہے۔ کریم نے تپاک سے پوچھا۔ یہ کھدائی کس کے ذریعہ اور کیوں کرائی جاتی ہے؟ استاد نے کریم کے تجسس کو پرسکون کرنے کے لئے کہا۔ مورخ کھدائی میں ملے انہیں باقیات کی بنیاد پر ہمارے ماضی (تاریخ) کے بارے میں جانکاری دیتے ہیں۔ آپ باب-14 میں بہار کے دو ایسے ہی عظیم مورخین کے بارے میں جانیں گے۔

کاشی پرشاد جیسوال (1882-1937ء)

کاشی پرشاد جیسوال مرزاپور (اتر پردیش) کے باشندہ تھے لیکن ان کا میدان عمل پٹنہ تھا۔ یہ پیشے سے تو وکیل تھے لیکن ان کی شہرت ہندوستانی تاریخ اور ثقافت کے عظیم دانشور کی شکل میں زیادہ ہوئی۔ ہندو بادشاہت (قدیم ہندوستانی بادشاہت) پر ان کے خیالات، مضامین اور کتابوں نے تاریخ نویسی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ کئی پرانے خیالات ختم ہوئے۔

کاشی پرشاد جیسوال کی مالی حالت بچپن میں اچھی نہیں تھی۔ ان کی ابتدائی تعلیم ان کے گھر پر ہی لندن مشن (آجکل بابو لال جیسوال) ہائی اسکول میں ہوئی۔ ان کی شخصیت پر ہندوستان کی جنگ آزادی کا زبردست اثر پڑا۔ ان کا دل خاندانی تجارت میں نہیں لگا۔ تبھی انہوں نے 25 سال کی عمر میں انگلینڈ جا کر

کہ غیر ملکوں سے بھی طالب علم آتے تھے۔ طالب علموں سے ان کے مہارت کے مضامین سے متعلق سوال پوچھے جاتے تھے۔ جس سے ان کے علم اور کردار کی جانچ ہو جاتی تھی۔ یونیورسٹی اور ہاسٹل دونوں میں روزمرہ کے کام منظم ڈھنگ سے ہوتے تھے۔ ہیونسانگ جب تعلیم حاصل کرنے آئے تو اس وقت یہاں کے صدر اچاریہ شیل بھدر تھے۔

یونیورسٹی میں صبح سے شام تک تعلیمی کام جاری رہتا تھا۔ مذاکرہ کے نظام کی طرح طلباء اپنے اساتذہ سے سوال پوچھتے تھے اور تبادلہ خیال بھی کرتے تھے۔ اس زمانے میں تقریباً تمام مضامین کی تعلیم وہاں دی جاتی تھی جس میں برہمن اور مذہبیہ اور سیکولر فلسفی اور عملی اور سائنس اور آرٹ سے متعلق مضامین اہم تھے۔ لیکن خاص زور مختلف فرقوں، ویدوں (خصوصاً اتھرو وید) علم ہندسہ، سنسکرت، قواعد اور مہایاں بودھ مذہب پر دیا جاتا تھا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی سند دی جاتی تھی۔

نالندہ یونیورسٹی کی ایک خوشحال لائبریری بھی تھی جس کی کئی منزلہ اپنی عمارت تھی۔ نالندہ یونیورسٹی کو گپت حکمرانوں ہرش وردھن اور پال حکمرانوں کے ذریعہ تحفظ اور سرپرستی فراہم کی جاتی تھی۔ لیکن گیارہویں اور بارہویں صدی میں سرپرستی کی کمی اور مالی ذرائع کی کمی کی وجہ سے نالندہ یونیورسٹی کی تعلیمی حالت میں گراوٹ دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ بنگال فتح (1203-1197ء) کے سلسلہ میں بختیار خلجی نے نالندہ کو برباد کر دیا تھا اور پورے ادارے کو جلا دیا تھا لیکن ثبوتوں کی کمی اور دیگر ادبی ذرائع کی بنیاد پر اس نظریہ کو رد کر دیا گیا ہے۔

﴿ مشق ﴾

(الف) آؤ یاد کریں (صحیح جواب کو چنیں)

1 ''ابھیگیان شکنتلم''، کی تخلیق کالیداس نے کی تھی۔ یہ کیا ہے؟

(الف) ناول (ب) ڈرامہ

(ج) کہانی (د) شاعری

2 مندر کا اہم ترین حصہ جہاں دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی جاتی تھیں؟

(الف) پردکچھناپتھ (ب) گوپورم

(ج) گربھ گرہی (د) دالان

3 دشاوتار مندر میں کس دیوتا کی مورتی ہے؟

(الف) وشنو (ب) و

(ج) بدھ (د) برہما

4 ان میں سے سب سے پہلے کس کتاب کی تخلیق ہوئی؟

(الف) رگ وید (ب) رامائن

(ج) مہابھارت (د) پُران

5 ان میں سے تمل ادب کون ہے؟

(الف) دیوی چندر گپتم (ب) کمار سنبھوم

(ج) مرچھ کٹیکم (د) سلپ دِکارم

(ب) درج ذیل سوالوں کے جواب دیں

1. دلّی (مہرولی) کے لوہے کے ستون کے بارے میں پانچ جملے لکھیں۔
2. تاریخی اہمیت کے دو عمارتوں کے بارے میں نام کے ساتھ پانچ سطر لکھیں۔
3. بودھ وِیہار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ یہ کس مذہب سے متعلق ہے۔

3. پلکیشن دوم نے ہرش کو کیوں ہرا دیا؟ اس کی جانکاری ہمیں کیسے ملتی ہے؟ آؤ کر کے دیکھیں؟

4. سمندر گپت نے جیتے ہوئے حکومتوں (راجاؤں) کے ساتھ الگ الگ پالیسیاں کیوں اپنایا؟ کلاس میں الگ الگ جماعت بنا کر مذاکرہ کریں اور ہر ایک جماعت دو۔ دو اسباب کو تلاش کرے۔

5. سمندر گپت کے سکے کو دیکھ کر جیسا کہ کتاب میں دیا ہوا ہے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ اس کے اندر کون کون صفات تھے؟

6. جنوبی ہند کے شاہی خاندانوں کے بارے میں لکھیں؟ ان کا مقامی حکومت وانتظامیہ کیسے چلتا تھا؟ کیا آپ کے گاؤں یا شہر میں بھی ایسا انتظام ہے۔

7. آپ اپنے والد کی مدد سے یا خاندان کے کسی رکن کی مدد سے خاندان یا پڑوس کے ایک خاندان کے پانچ پشتوں کے ممبروں کے نام لکھیں۔

8. بادشاہ کے لئے فوج کیوں ضروری تھی؟ بادشاہوں کے ساتھ فوجوں کے چلنے سے کون کون سے فائدے اور نقصان تھے؟ کلاس میں جماعت بنا کر مذاکرہ کریں۔

غاروں میں دنیاوی موضوعات کی تصویر کشی ہے۔ان تصویروں سے اس عہد کے لباس، بال کی سجاوٹ اور آرائش کے سامان کی جانکاری ملتی ہے۔ یہاں کی اہم ترین تصویر موسیقی اور رقص سے متعلق ہے۔ بھگوان بدھ سے متعلق بھی کئی تصاویر ہیں۔زیادہ تر تصاویر مذہبی موضوعات سے ہٹ کر جیسے رقص وموسیقی، سرکاری جلوس، ہاتھی دوڑ، غمگین دوشیزہ وغیرہ کی ہے۔

ان سبھی تصاویر کو سرکاری سرپرستی میں بنایا گیا۔جن فنکاروں کے ذریعہ یہ تصاویر بنائے گئے ان کے بارے میں ہمیں جانکاری نہیں ملتی ہے۔ انہیں بنانے میں کافی دولت خرچ کئے گئے ہوں گے۔ مذکورہ بالا تصاویر کے علاوہ سکّوں پر بھی تصویر کاری کی گئی ہے۔جنہیں آپ گذشتہ باب میں دیکھ چکے ہیں۔ان سکوں میں سمندر گپت وینا بجانے والے اور بہت جذباتی شکل میں دکھائے گئے ہیں۔

باگھ کا غار کی مصوری میں ہاتھی دوڑ کا منظر

اس زمانے کے مندروں کے دروازے پر جو ستون ہیں ان پر بھی دیوی دیوتا کی تصویروں کو بڑے جاندار ڈھنگ سے کھدوایا گیا ہے۔

> کمار سنبھوم میں شیو اور پاروتی کے عشق اور وصال کے مناظر کا بیان ہے۔ پاروتی نے شیو کو پانے کے لئے جو سخت مجاہدہ کیا تھا اس کا بڑا ہی دلچسپ اور جاندار بیان اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

گپت عہد میں کئی ایسے درباری شاعر تھے جن کی تخلیقات تو ہمیں حاصل نہیں ہوسکی ہیں لیکن ان کی تخلیقات کے تحقیقی ثبوت موجود ہیں۔ آپ ہری سین کی پریاگ پرشستی (توصیفی سند) کے بارے میں گذشتہ باب میں پڑھ چکے ہیں۔ یہ شاعرانہ انداز میں کالیداس کی طرح تھے۔

اس عہد کے عظیم ترین تخلیق کار کالیداس ہیں جنہوں نے شاعری اور ڈرامہ دونوں ہی میدانوں میں کئی کتابیں لکھیں۔ کالیداس کے ڈرامے طربیہ اور عشقیہ ہیں۔ ان کی تخلیقات میں ''ریتوسنہار''، ''میگھدوتم''، ''کمار سنبھوم'' اور ''رگھوونشم'' ہے۔ کالیداس اپنے ڈراموں میں زبان کا انتخاب کرداروں کی سماجی حالت کے مطابق کرتے تھے۔ اعلیٰ سماجی معیار کے کردار سنسکرت بولتے تھے جبکہ ادنیٰ سماجی معیار کے کردار اور عورتیں عام طور سے پراکرت اور دیگر مقامی زبانوں کا استعمال کرتی تھیں۔ کالیداس کی تخلیق ''ابھگیان شکنتلم'' ادب اور ڈرامہ نگاری دونوں لحاظ سے بے جوڑ ہیں۔ ''مالویکا اگنی مترم'' ڈرامہ شنگ خاندان کی تاریخ کے بنیاد پر ہیں۔

اس عہد کے ڈراموں میں شدرک کی تخلیق مرچھکٹکم، دیگر مثنوی کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس میں سرکاری زندگی اور رزمیہ شاعری کے پس منظر کی بات کی گئی ہے۔ اس کا مرکزی کردار ایک غریب برہمن سارتھووہ چاردوت ہے اور ہیروئن وسنت سنیا نام کی ایک طوائف ہے۔ اس ڈرامہ کے سبھی کردار اپنے اپنے علاقے کی مقامی زبان بولتے ہیں۔ جو حقیقی زندگی کے زیادہ قریب دکھائی دیتا ہے۔ اس ڈرامے کے سبھی کرداروں کی زبان بڑی سہل ہے لیکن ان میں بھرپور جذبات بھی نظر آتے ہیں۔ اس میں سماج کے سبھی طبقوں راجا، برہمن، جواری، تاجر، چور، ٹھگ اور غلام وغیرہ کی بہت آسان تصویرکشی ہے۔

وشاکھ دت نے ''مدرارا کچھش'' اور ''دیوی چندرگپتم'' نام کے دو تاریخی ڈراموں کی تخلیق کی۔ ''مدرا راکچھش'' میں جہاں چانکیہ کے منصوبوں کا بیان ہے وہیں ''دیوی چندرگپتم'' میں شک ادھی پتی اور رام گپت کا چندر گپت دوم کے ذریعہ قتل کیا جانا اور دھرو دیوی کے ساتھ شادی کی تصویرکشی ہے۔ اس پس منظر کو آپ پچھلے باب میں بھی پڑھ چکے ہیں۔

169/16-17

اہم ترین ہیں۔ یہ غاریں کافی لمبی ہوتی تھیں۔ پہلے کے غاروں کے برخلاف اس عہد کے غار سجی ہوئی ملتی ہیں۔ گو پھا مندروں میں بودھ مذہب کے ماننے والے پوجا کرنے کے لئے آتے تھے۔

مورتی کلا (مجسمہ سازی)

مورتی کلا کے میدان میں چوتھی سے ساتویں صدی کے درمیان متھرا، سارناتھ اور پاٹلی پترا اہم ترین مرکز کی شکل میں ابھرے۔ کشان عہد کی مورتیوں میں جہاں جسم کی خوبصورتی کو نمایاں کیا گیا تھا وہیں گپت عہد میں مورتی بنانے والوں نے موٹے کپڑے اور سجاوٹ کا مظاہرہ کیا۔ مورتیوں سے آراستہ آبھا منڈل بنائے گئے۔ دیوی دیوتاؤں کو انسان کا شکل دیا گیا۔ اس عہد کے مورتی کلا پر گندھار شیلی کی بہ نسبت متھرا شیلی کا اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ اس عہد میں بودھ کی مورتیوں کے ساتھ ساتھ وشنو کی بھی مورتیاں بنائی گئیں۔

بستر پر آرام کرتے بھگوان وشنو کی مورتی

وشنو کی یہ مشہور موتی دیوگڑھ کے دشاوتار مندر میں ہے۔ اس مورتی میں بھگوان وشنو کو شیس ناگ کے بستر پر آرام کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ وہ کنڈل، مکوٹ، مالا، ہار اور کنگن وغیرہ سے سجے ہوئے ہیں۔ ان کے ایک طرف شیو اور اندر کی مورتی ہے۔ قریب میں دو مسلح مرد ہیں کارتکی مور پر بیٹھے ہیں اور ناف سے نکلے کمل پر چار منہ والے برہما موجود ہیں۔ لکشمی پاؤں دبا رہی ہے۔ کاشی سے گوبردھن پہاڑ کو گیند کی طرح اٹھائے شری کرشن کی بھی مورتی ملی ہے۔

اس عہد کی بودھ مورتیوں میں جانداری اور اصلیت دکھائی دیتی ہے۔ بھگوان بدھ کے مورتیوں کے بال گھنگھر والے، ان کے منہ سجے ہوئے اور حالتوں میں فرق ہے۔ اس عہد کی متھورا سنگرا حالیہ (میوزیم) کی بدھ مورتی

چھوٹے چھوٹے مندروں کی تعمیر کر دوسرے دیوتاؤں کی مورتیاں نصب کی جانے لگیں۔ اس زمانے کے زیادہ تر مندروں میں اوپری حصے نہیں بنتے تھے لیکن اس حصے کے تعمیر کی شروعات بھی اسی زمانے میں ہو چکی تھی۔ مندر کی تعمیر چبوترے پر کیا جاتا تھا۔ اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوتی تھیں۔ مندروں کے دروازے اور ستون آراستہ ہوتے تھے۔

اب آپ اپنے گاؤں/ محلے کے مندروں کے بارے میں کچھ بتایئے۔

گپت عہد کا سب سے بہترین مندر جھانسی (اتر پردیش) ضلع میں دیوگڑھ کا دشاوتار مندر ہے۔ یہ ویشنو مذہب سے متعلق فن تعمیر کا اہم ترین نمونہ ہے۔ اس مندر کی تعمیر میں گپت عہد کے فن تعمیر کا ترقی یافتہ شکل دکھائی دیتا ہے۔ مندر کا اوپری حصہ 12 میٹر بلند ہے جو ممکن ہے کہ مندر کے بالائی حصہ کی تعمیر کی پہلی مثال ہے۔ اس مندر میں چار منڈپ ہیں جو چاروں سمتوں میں ہیں۔ گربھ گرہی (جہاں مورتیاں رہتی ہیں) کے دروازے پر تعمیر شدہ ستون مورتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔

دشاوتار مندر

چھوٹے چھوٹے مندروں کی تعمیر کر دوسرے دیوتاؤں کی مورتیاں نصب کی جانے لگیں۔ اس زمانے کے زیادہ تر مندروں میں اوپری حصے نہیں بنتے تھے لیکن اس حصے کے تعمیر کی شروعات بھی اسی زمانے میں ہو چکی تھی۔ مندر کی تعمیر چبوترے پر کیا جاتا تھا۔ اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوتی تھیں۔ مندروں کے دروازے اور ستون آراستہ ہوتے تھے۔

اب آپ اپنے گاؤں/ محلے کے مندروں کے بارے میں کچھ بتائیے۔

گپت عہد کا سب سے بہترین مندر جھانسی (اتر پردیش) ضلع میں دیوگڑھ کا دشاوتار مندر ہے۔ یہ ویشنو مذہب سے متعلق فن تعمیر کا اہم ترین نمونہ ہے۔ اس مندر کی تعمیر میں گپت عہد کے فن تعمیر کا ترقی یافتہ شکل دکھائی دیتا ہے۔ مندر کا اوپری حصہ 12 میٹر بلند ہے جو ممکن ہے کہ مندر کے بالائی حصہ کی تعمیر کی پہلی مثال ہے۔ اس مندر میں چار منڈپ ہیں جو چاروں سمتوں میں ہیں۔ گربھ گرہی (جہاں مورتیاں رہتی ہیں) کے دروازے پر تعمیر شدہ ستون مورتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔

دشاوتار مندر

اہم ترین ہیں۔ یہ غاریں کافی لمبی ہوتی تھیں۔ پہلے کے غاروں کے برخلاف اس عہد کے غارجی ہوئی ملتی ہیں۔ گوپھا مندروں میں بودھ مذہب کے ماننے والے پوجا کرنے کے لئے آتے تھے۔

مورتی کلا (مجسمہ سازی)

مورتی کلا کے میدان میں چوتھی سے ساتویں صدی کے درمیان متھرا، سارناتھ اور پاٹلی پترا اہم ترین مرکز کی شکل میں ابھرے۔ کشان عہد کی مورتیوں میں جہاں جسم کی خوبصورتی کو نمایاں کیا گیا تھا وہیں گپت عہد میں مورتی بنانے والوں نے موٹے کپڑے اور سجاوٹ کا مظاہرہ کیا۔ مورتیوں سے آراستہ آبھا منڈل بنائے گئے۔ دیوی دیوتاؤں کو انسان کا شکل دیا گیا۔ اس عہد کے مورتی کلا پر گندھار شیلی کی بہ نسبت متھرا شیلی کا اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ اس عہد میں بودھ کی مورتیوں کے ساتھ ساتھ وشنو کی بھی مورتیاں بنائی گئیں۔

بستر پر آرام کرتے بھگوان وشنو کی مورتی

وشنو کی یہ مشہور موتی دیوگڑھ کے دشاوتار مندر میں ہے۔ اس مورتی میں بھگوان وشنو کو شیس ناگ کے بستر پر آرام کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ وہ کنڈل، مکوٹ، مالا، ہار اور کنگن وغیرہ سے سجے ہوئے ہیں۔ ان کے ایک طرف شیو اور اندر کی مورتی ہے۔ قریب میں دو مسلح مرد ہیں کارتکی مور پر بیٹھے ہیں اور ناف سے نکلے کمل پر چار منہ والے برہما موجود ہیں۔ لکشمی پاؤں دبا رہی ہے۔ کاشی سے گوبردھن پہاڑ کو گیند کی طرح اٹھائے شری کرشن کی بھی مورتی ملی ہے۔

اس عہد کی بودھ مورتیوں میں جانداری اور اصلیت دکھائی دیتی ہے۔ بھگوان بدھ کے مورتیوں کے بال گھنگھر والے، ان کے منہ سجے ہوئے اور حالتوں میں فرق ہے۔ اس عہد کی متھورا سنگرہالیہ (میوزیم) کی بدھ مورتی

کمار سنبھوم میں شیو اور پاروتی کے عشق اور وصال کے مناظر کا بیان ہے۔ پاروتی نے شیو کو پانے کے لئے جو سخت مجاہدہ کیا تھا اس کا بڑا ہی دلچسپ اور جاندار بیان اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

گپت عہد میں کئی ایسے درباری شاعر تھے جن کی تخلیقات تو ہمیں حاصل نہیں ہوسکی ہیں لیکن ان کی تخلیقات کے تحقیقی ثبوت موجود ہیں۔ آپ ہری سین کی پریاگ پرشستی (توصیفی سند) کے بارے میں گذشتہ باب میں پڑھ چکے ہیں۔ یہ شاعرانہ انداز میں کالیداس کی طرح تھے۔

اس عہد کے عظیم ترین تخلیق کار کالیداس ہیں جنہوں نے شاعری اور ڈرامہ دونوں ہی میدانوں میں کئی کتابیں لکھیں۔ کالیداس کے ڈرامے طربیہ اور عشقیہ ہیں۔ ان کی تخلیقات میں ''ریتوسنہار''، ''میگھدوتم''، ''کمار سنبھوم'' اور ''رگھوونشم'' ہے۔ کالیداس اپنے ڈراموں میں زبان کا انتخاب کرداروں کی سماجی حالت کے مطابق کرتے تھے۔ اعلیٰ سماجی معیار کے کردار سنسکرت بولتے تھے جبکہ ادنیٰ سماجی معیار کے کردار اور عورتیں عام طور سے پراکرت اور دیگر مقامی زبانوں کا استعمال کرتی تھیں۔ کالیداس کی تخلیق ''ابھگیان شکنتلم'' ادب اور ڈرامہ نگاری دونوں لحاظ سے بے جوڑ ہیں۔ ''مالویکا اگنی مترم'' ڈرامہ شنگ خاندان کی تاریخ کے بنیاد پر ہیں۔

اس عہد کے ڈراموں میں شدرک کی تخلیق مرچھکٹکم، دیگر مثنوی کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس میں سرکاری زندگی اور رزمیہ شاعری کے پس منظر کی بات کی گئی ہے۔ اس کا مرکزی کردار ایک غریب برہمن سارتھووہ چاردوت ہے اور ہیروئن وسنت سنیا نام کی ایک طوائف ہے۔ اس ڈرامہ کے سبھی کردار اپنے اپنے علاقے کی مقامی زبان بولتے ہیں۔ جو حقیقی زندگی کے زیادہ قریب دکھائی دیتا ہے۔ اس ڈرامے کے سبھی کرداروں کی زبان بڑی سہل ہے لیکن ان میں بھرپور جذبات بھی نظر آتے ہیں۔ اس میں سماج کے سبھی طبقوں راجا، برہمن، جواری، تاجر، چور، ٹھگ اور غلام وغیرہ کی بہت آسان تصویر کشی ہے۔

وشاکھ دت نے ''مدرا راکچھش'' اور ''دیوی چندر گپتم'' نام کے دو تاریخی ڈراموں کی تخلیق کی۔ ''مدرا راکچھش'' میں جہاں چانکیہ کے منصوبوں کا بیان ہے وہیں ''دیوی چندر گپتم'' میں شک ادھی پتی اور رام گپت کا چندر گپت دوم کے ذریعہ قتل کیا جانا اور دھرودیوی کے ساتھ شادی کی تصویر کشی ہے۔ اس پس منظر کو آپ پچھلے باب میں بھی پڑھ چکے ہیں۔

169/16-17

غاروں میں دنیاوی موضوعات کی تصویر کشی ہے۔ان تصویروں سے اس عہد کے لباس، بال کی سجاوٹ اور آرائش کے سامان کی جانکاری ملتی ہے۔ یہاں کی اہم ترین تصویر موسیقی اور رقص سے متعلق ہے۔ بھگوان بدھ سے متعلق بھی کئی تصاویر ہیں۔زیادہ تر تصاویر مذہبی موضوعات سے ہٹ کر جیسے رقص وموسیقی، سرکاری جلوس، ہاتھی دوڑ، غمگین دوشیزہ وغیرہ کی ہے۔

ان سبھی تصاویر کو سرکاری سرپرستی میں بنایا گیا۔جن فنکاروں کے ذریعہ یہ تصاویر بنائے گئے ان کے بارے میں ہمیں جانکاری نہیں ملتی ہے۔انہیں بنانے میں کافی دولت خرچ کیے گئے ہوں گے۔مذکورہ بالا تصاویر کے علاوہ سکوں پر بھی تصویر کاری کی گئی ہے۔جنہیں آپ گذشتہ باب میں دیکھ چکے ہیں۔ان سکوں میں سمندر گپت وینا بجانے والے اور بہت جذباتی شکل میں دکھائے گئے ہیں۔

باگھ کا غار کی مصوری میں ہاتھی دوڑ کا منظر

اس زمانے کے مندروں کے دروازے پر جو ستون ہیں ان پر بھی دیوی دیوتا کی تصویروں کو بڑے جاندار ڈھنگ سے کھدوایا گیا ہے۔

3. پلکیشن دوم نے ہرش کو کیوں ہرا دیا؟ اس کی جانکاری ہمیں کیسے ملتی ہے؟ آؤ کر کے دیکھیں؟

4. سمندر گپت نے جیتے ہوئے حکومتوں (راجاؤں) کے ساتھ الگ الگ پالیسیاں کیوں اپنایا؟ کلاس میں الگ الگ جماعت بنا کر مذاکرہ کریں اور ہر ایک جماعت دو۔ دو اسباب کو تلاش کرے۔

5. سمندر گپت کے سکّے کو دیکھ کر جیسا کہ کتاب میں دیا ہوا ہے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ اس کے اندر کون کون صفات تھے؟

6. جنوبی ہند کے شاہی خاندانوں کے بارے میں لکھیں؟ ان کا مقامی حکومت وانتظامیہ کیسے چلتا تھا؟ کیا آپ کے گاؤں یا شہر میں بھی ایسا انتظام ہے۔

7. آپ اپنے والد کی مدد سے یا خاندان کے کسی رکن کی مدد سے خاندان یا پڑوس کے ایک خاندان کے پانچ پشتوں کے ممبروں کے نام لکھیں۔

8. بادشاہ کے لئے فوج کیوں ضروری تھی؟ بادشاہوں کے ساتھ فوجوں کے چلنے سے کون کون سے فائدے اور نقصان تھے؟ کلاس میں جماعت بنا کر مذاکرہ کریں۔

﴾ مشق ﴿

(الف) آؤیاد کریں (صحیح جواب کو چنیں)

1 ''ابھیگیان شکنتلم'' کی تخلیق کالیداس نے کی تھی۔ یہ کیا ہے؟

(الف) ناول　　(ب) ڈرامہ

(ج) کہانی　　(د) شاعری

2 مندر کا اہم ترین حصہ جہاں دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی جاتی تھیں؟

(الف) پردکچھناپتھ　　(ب) گوپورم

(ج) گربھ گرہی　　(د) دالان

3 دشاوتار مندر میں کس دیوتا کی مورتی ہے؟

(الف) وشنو　　(ب) و

(ج) بدھ　　(د) برہما

4 ان میں سے سب سے پہلے کس کتاب کی تخلیق ہوئی؟

(الف) ریگ وید　　(ب) رامائن

(ج) مہابھارت　　(د) پُران

5 ان میں سے تمل ادب کون ہے؟

(الف) دیوی چندر گپتم　　(ب) کمار سنبھوم

(ج) مرچھ کٹکیم　　(د) سلپ دِکارم

(ب) درج ذیل سوالوں کے جواب دیں

1. دلّی (مہرولی) کے لوہے کے ستون کے بارے میں پانچ جملے لکھیں۔
2. تاریخی اہمیت کے دو عمارتوں کے بارے میں نام کے ساتھ پانچ سطر لکھیں۔
3. بودھ ویہار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ یہ کس مذہب سے متعلق ہے۔

کہ غیر ملکوں سے بھی طالب علم آتے تھے۔ طالب علموں سے ان کے مہارت کے مضامین سے متعلق سوال پوچھے جاتے تھے۔ جس سے ان کے علم اور کردار کی جانچ ہو جاتی تھی۔ یونیورسٹی اور ہاسٹل دونوں میں روزمرہ کے کام منظم ڈھنگ سے ہوتے تھے۔ ہیونسانگ جب تعلیم حاصل کرنے آئے تو اس وقت یہاں کے صدر اچاریہ شیل بھدر تھے۔

یونیورسٹی میں صبح سے شام تک تعلیمی کام جاری رہتا تھا۔ مذاکرہ کے نظام کی طرح طلباء اپنے اساتذہ سے سوال پوچھتے تھے اور تبادلہ خیال بھی کرتے تھے۔ اس زمانے میں تقریباً تمام مضامین کی تعلیم وہاں دی جاتی تھی جس میں برہمن اور مذہبیہ اور سیکولر فلسفی اور عملی اور سائنس اور آرٹ سے متعلق مضامین اہم تھے۔ لیکن خاص زور مختلف فرقوں، ویدوں (خصوصاً اتھروید) علم ہندسہ، سنسکرت، قواعد اور مہایان بودھ مذہب پر دیا جاتا تھا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی سند دی جاتی تھی۔

نالندہ یونیورسٹی کی ایک خوشحال لائبریری بھی تھی جس کی کئی منزلہ اپنی عمارت تھی۔ نالندہ یونیورسٹی کو گپت حکمرانوں ہرش وردھن اور پال حکمرانوں کے ذریعہ تحفظ اور سرپرستی فراہم کی جاتی تھی۔ لیکن گیارہویں اور بارہویں صدی میں سرپرستی کی کمی اور مالی ذرائع کی کمی کی وجہ سے نالندہ یونیورسٹی کی تعلیمی حالت میں گراوٹ دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ بنگال فتح (1197-1203ء) کے سلسلہ میں بختیار خلجی نے نالندہ کو برباد کر دیا تھا اور پورے ادارے کو جلا دیا تھا لیکن ثبوتوں کی کمی اور دیگر ادبی ذرائع کی بنیاد پر اس نظریہ کو رد کر دیا گیا ہے۔

باب-14

ہمارے مؤرخین

[کاشی پرساد جیسوال اورڈاکٹرانت سداشیو التیکر]

کریم کا سوال

پٹنہ ضلع واقع مڈل اسکول اکبر پور کے بچے پٹنہ میں کمہرار (موریہ عہد کے باقیات) گھومنے آئے ہوئے تھے۔ کچھ بچوں کی نظر چمکیلے لال پتھر کے ستون پر گئی۔ایک بچے نے اپنے استاد سے پوچھا۔سر،کیا یہ اشوک کا وہی ستون ہے جس کے بارے میں ہم باب-9 میں پڑھ چکے ہیں۔استاد نے کہا،ہاں،یہ کھدائی سے نکلی ہے۔ کریم نے تپاک سے پوچھا۔یہ کھدائی کس کے ذریعہ اور کیوں کرائی جاتی ہے؟ استاد نے کریم کے تجسس کو پُرسکون کرنے کے لئے کہا۔مؤرخ کھدائی میں ملے انہیں باقیات کی بنیاد پر ہمارے ماضی (تاریخ) کے بارے میں جانکاری دیتے ہیں۔آپ باب-14 میں بہار کے دو ایسے ہی عظیم مؤرخین کے بارے میں جانیں گے۔

کاشی پرشاد جیسوال(1882-1937ء)

کاشی پرشاد جیسوال مرزاپور (اترپردیش) کے باشندہ تھے لیکن ان کا میدان عمل پٹنہ تھا۔یہ پیشے سے تو وکیل تھے لیکن ان کی شہرت ہندوستانی تاریخ اور ثقافت کے عظیم دانشور کی شکل میں زیادہ ہوئی۔ ہندو بادشاہت (قدیم ہندوستانی بادشاہت) پر ان کے خیالات،مضامین اور کتابوں نے تاریخ نویسی میں ایک انقلاب پیدا کردیا۔کئی پرانے خیالات ختم ہوئے۔

کاشی پرشاد جیسوال کی مالی حالت بچپن میں اچھی نہیں تھی۔ان کی ابتدائی تعلیم ان کے گھر پر ہی لندن مشن (آجکل بابولال جیسوال) ہائی اسکول میں ہوئی۔ان کی شخصیت پر ہندوستان کی جنگ آزادی کا زبردست اثر پڑا۔ان کا دل خاندانی تجارت میں نہیں لگا۔تبھی انہوں نے 25 سال کی عمر میں انگلینڈ جاکر

کیا آپ جانتے ہیں

کاشٹھ کلا۔۔۔ مندر تعمیر یا فن تعمیر کے مختلف شکلوں میں لکڑی کے استعمال کا رجحان رہا ہے۔ اس فن میں مندروں کے دیوار، بیم اور چھت کی تعمیر میں لکڑی کو نمایاں کر کے استعمال کیا جاتا تھا۔

دروڑ شیلی۔۔۔ دروڑ شیلی کے مندر جنوبی ہند (کرشنا ندی کے دکھن) میں پائے جاتے ہیں۔ اس میں مندر کی بنیاد مستطیل نما اور گربھ گرہ کے اوپری سرے پر کئی ٹکڑوں میں بنا ہوتا ہے۔ اوپر کا ہر ایک ٹکڑا بالترتیب اپنے نیچے کے ٹکڑے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اوپری حصہ میں گنبد کے شکل کی کئی استوپیکائیں ہوتی ہیں۔ آگے چل کر مندر کے ساتھ ساتھ ستون سے بنا منڈپ، گلیارا اور گوپورم (داخلے کا دروازہ) بنایا گیا۔

پلّووں نے سنسکرت اور تمل زبان کو بھی تحفظ دیا۔ مہندر ورمن خود ایک عظیم دانشور تھا۔ پلّووں کے زمانے میں ویشنوسنت (بھگوان وشنو سے عقیدت رکھنے والے) اور شیوسنت (شیو کے عقیدتمند) کی بھی عزت افزائی کی گئی۔

آگے چل کر جنوبی ہند میں چولوں نے پلّووں کا اور دکھنا پتھ میں چالوکیوں کی جگہ راشٹر کوٹوں نے لے لیا۔

جنوبی ہند کے صوبوں میں مقامی حکومت:۔ اس زمانے کے تاریخی ذرائع سے ہمیں مقامی حکومت کے بارے میں اہم ترین جانکاری حاصل ہوتی ہے۔ گاؤں کی سطح پر تین طرح کی تنظیمیں تھیں۔ اُرہ، سبھا اور نگرم۔ اُر کے ممبر عام طور سے اثر ورسوخ والے لوگ ہوتے تھے۔ اسے برہمن زمینداروں کی تنظیم بھی کہا جاتا تھا۔

سبھا کئی ذیلی کمیٹیوں میں تقسیم تھی جن کا کام سینچائی کے ذرائع کو فروغ دینا، کھیتی باڑی سے جڑے مختلف کاموں کو دیکھنا، سڑک تعمیر کرنا، مقامی مندروں کی دیکھ ریکھ کرنا، تعلیمی اداروں اور بازار کا انتظام کرنا ان کے اہم کام تھے۔ نگرم تاجروں کی تنظیم تھی۔ اس پر طاقت ور زمینداروں اور تاجروں کا قبضہ تھا۔ یہ ادارے بعد کی صدیوں میں اور زیادہ طاقتور ہو گئی تھی۔

نالندہ مہاویہار

آپ پچھلے باب میں پڑھ چکے ہوں گے کہ قدیم زمانے میں طالب علم گروکل میں کیسے تعلیم حاصل کرتے تھے اور اپنے علم کے ذریعہ سماج کو کیسے صحیح راستہ دکھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ علم برہمنوں اور مندروں کے احاطے تک محدود ہو گیا۔ علم پر مذہب اور عمل پر ضعیف الاعتقادی کا اثر بڑھ گیا۔ ایسی حالت میں نالندہ، وکرم شیلا اور اودونت پوری (بہار

ہندوستان میں مطلق العنان شاہی حکومت نہیں تھی بلکہ آئینی اور ذمہ دار شاہی حکومت تھی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں جمہوریت کا بیان ہے اور دوسرے حصہ میں شاہی حکومت کا بیان ہے۔

کے. پی. جیسوال کی ایک دوسری کتاب (History Of India) ''ہسٹری آف انڈیا'' (150ء سے 350ء تک) 1930ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں کشان حکومت کے آخر اور گپت حکومت کے درمیانی عہد پر روشنی ڈالی گئی۔ انہوں نے ادبی کتاب، کتبوں اور سکوں کی بنیاد پر گپت حکومت کے قبل ناگ اور وکاٹکوں کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ 1934ء میں شائع شدہ (An Imperial History of India) ''این امپیریل ہسٹری آف انڈیا'' کے ذریعہ سے انہوں نے نیپال کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

سکّے کے فن پر بھی انہوں نے کئی تحقیقی کام کیے۔ ہسٹری آف انڈیا میں انہوں نے گنگا گھاٹ کے بہت سے سکّوں کا تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے کچھ سکوں کا تعلق موریوں کے ساتھ قائم کر کے نئے خیالات کو پیش کیا جو آج بھی تنقید کے باوجود تسلیم شدہ ہے۔

کتبوں کے مطالعہ میں جیسوال صاحب کا سب سے اہم ترین کام کھارویل کے کتبے سے متعلق تنازعہ کو سلجھانا تھا۔ ان کی تاریخ نویسی میں ایک دانشور کا اصول غالب تھا۔ یہ تاریخی واقعات کے تمام پہلوؤں اور اسباب کا تجزیہ کرنے کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچتے تھے۔ انہوں نے اسمتھ (Smith) کے خیالات کی تردید ثبوتوں کے متوازن استعمال کی بنیاد پر کیا۔ یہ تاریخ نویسی میں ذرائع کے تقابلی مطالعہ کے بعد ہی کسی آخری نتیجہ پر پہنچتے تھے۔

کاشی پرشاد جیسوال کی تاریخ نویسی میں ہندو خیالات، فلسفہ، مذہب، حکومت، جمہوریت اور سماجی نظام کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ ان کی تاریخ نویسی میں اصلیت (بنیاد) اور قومی غیرت کی بھی جھلک ملتی ہے جو ہندوستانیوں کو ہمیشہ فخر کا احساس دلاتا رہے گا۔ انہوں نے مخالف حالات (غلام ہندوستان) میں جتنا کام تاریخ نویسی کے میدان میں کیا وہ انتہائی قابل تعریف ہے۔

ڈاکٹر انت سداشیو التیکر

ڈاکٹر انت سداشیو التیکر ایک عظیم ماہر آثار قدیمہ اور مورخ تھے۔ پٹنہ یونیورسٹی میں قدیم

شمال میں واقع چالوکیوں اور جنوب میں چولوں اور پانڈیوں کے ساتھ ان کا ہمیشہ ٹکراؤ ہوتا رہا۔

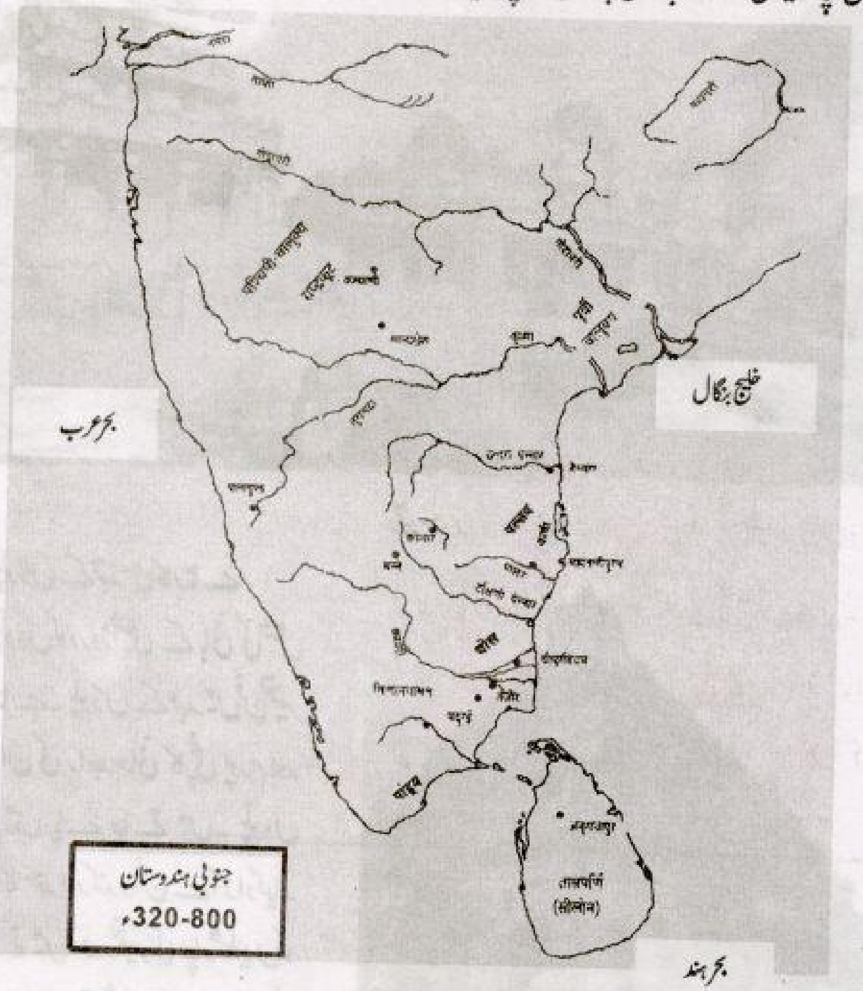

پلّو اور چالوکیہ عہد کے ہندوستان کا نقشہ

پلّووں کا پہلا اہم ترین حکمراں مہندر ورمن اوّل (600-630) ہوا۔ چالوکیہ حکمراں پلکیشن دوم نے اسے ہرایا تھا۔

مہندرورمن کا بیٹا نرسنگھ ورمن ایک عظیم بہادر تھا۔ اس نے اپنے باپ کی شکست کا بدلہ لیا اور پلکیشن دوم کو ہرا کر اس نے ''واتاپی کونڈ'' کا خطاب اختیار کیا۔

کی کئی کتابیں شائع ہوچکی تھیں۔ بہار راشٹر بھاشا پریشد نے انہیں ان کی کتاب (پراچین بھارتیہ ساشن پدھتی) ''قدیم ہندوستان کی نظام حکومت'' کے لئے انہیں ایک ہزار سکّے کا انعام دیا۔ انعام لیتے وقت انہوں نے کہا تھا ''میں نے قومی زبان سمجھ کر ہندی کی خدمت کی ہے، فائدہ کے لئے نہیں'' قومی زبان ہندی کے تعلق سے انہیں غیر معمولی دلچسپی تھی۔

انہیں 1954ء میں امریکہ میں مہمان لکچرر کی حیثیت سے بلایا گیا۔ اسی سال ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے موضوع پر لکچر دینے ویسٹ انڈیز بھی گئے۔ ڈاکٹر التیکر تاریخ نویسی میں کسی ازم سے وابستہ نہیں تھے۔ یہ ہر لمحہ مصروف رہنے میں یقین رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں ''ہر بڑیا'' بھی کہا گیا۔ ان کا ماننا تھا کہ جب کسی کتاب کا مخطوطہ تیار ہوجائے تو اسے شائع کردینا چاہئے اور انہیں سنوارنے کا کام نئے تحقیقی دانشوروں پر چھوڑ دینا چاہئے۔ التیکر کے تحقیق کی بنیاد بنیادی طور پر ادبی ذرائع تھے۔ لیکن وہ قدیم کتبوں اور سکہ شناسی کے بھی عالم تھے۔ آثار قدیمہ کے میدان میں انہوں نے بہار میں سب سے زیادہ کام کیا۔

التیکر قدامت پرست نہیں تھے۔ عورتوں کے تئیں ان کا نظریہ رواداری کا تھا۔ عورتوں کی حالت پر ان کے ذریعہ تخلیق کردہ کتاب سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کے گاؤں میں ''ستی'' کے واقعہ نے انہیں بہت متاثر کیا تھا۔ انہوں نے الہ آباد کے ''لیڈر'' اخبار میں ایک مضمون چھپوایا جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ وید پڑھنے کا اختیار عورتوں اور شودروں کو بھی ہے۔ یہ مضمون اسی زمانے میں شائع ہوا جب ایک شدر لڑکی بنارس ہندو یونیورسٹی کے مذہبی شعبہ میں مطالعہ کرنا چاہتی تھی اس وجہ سے اس مضمون کا تذکرہ کاشی میں بھی خوب ہوا۔

ڈاکٹر التیکر نے پنڈت راہل سانکرتیان کے ذریعہ جمع کیے گئے مخطوطات کی اشاعت کے لئے کافی محنت کی۔ اس کام میں انہیں بلدیو مشر کا متوقع تعاون بھی حاصل رہا۔

ان کے بارے میں جگدیش چندر ماتھر نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ ''میں اکثر تعجب کرتا تھا کہ ڈاکٹر التیکر نے اپنی تمام کتابیں ہندوستان میں ہی کیوں چھپوائے، جبکہ ان کی تاریخ کے موضوع کی تخلیقات عالمی سطح کی تھیں، کیونکہ انگلینڈ یا امریکہ میں شائع ہونے والی کتابوں کی جو اہمیت تھی وہ ہندوستان میں شائع کتابوں کی نہیں تھی۔ کیا ڈاکٹر التیکر اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ ایک بار پوچھنے پر انہوں نے کہا۔ بہت پہلے جب قومیت کا دور آیا تھا تبھی میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ انگلینڈ میں اپنی کتابیں نہیں چھپواؤں گا۔ آخر اتنے لوگ

کیا آپ جانتے ہیں

ہیون سانگ ایک چینی سیاح تھا جس نے ہرش کی حکومت کا سیر کیا تھا۔اس نے ہرش کے نظام حکومت اور عام لوگوں کی زندگی کا تفصیلی تذکرہ اپنے سفرنامے میں کیا ہے۔ہرش کو ہیون سانگ نے بودھ مذہب کا عظیم عقیدت مند بتایا ہے لیکن وہ شیو اور سوریہ سے بھی عقیدت رکھتا تھا۔

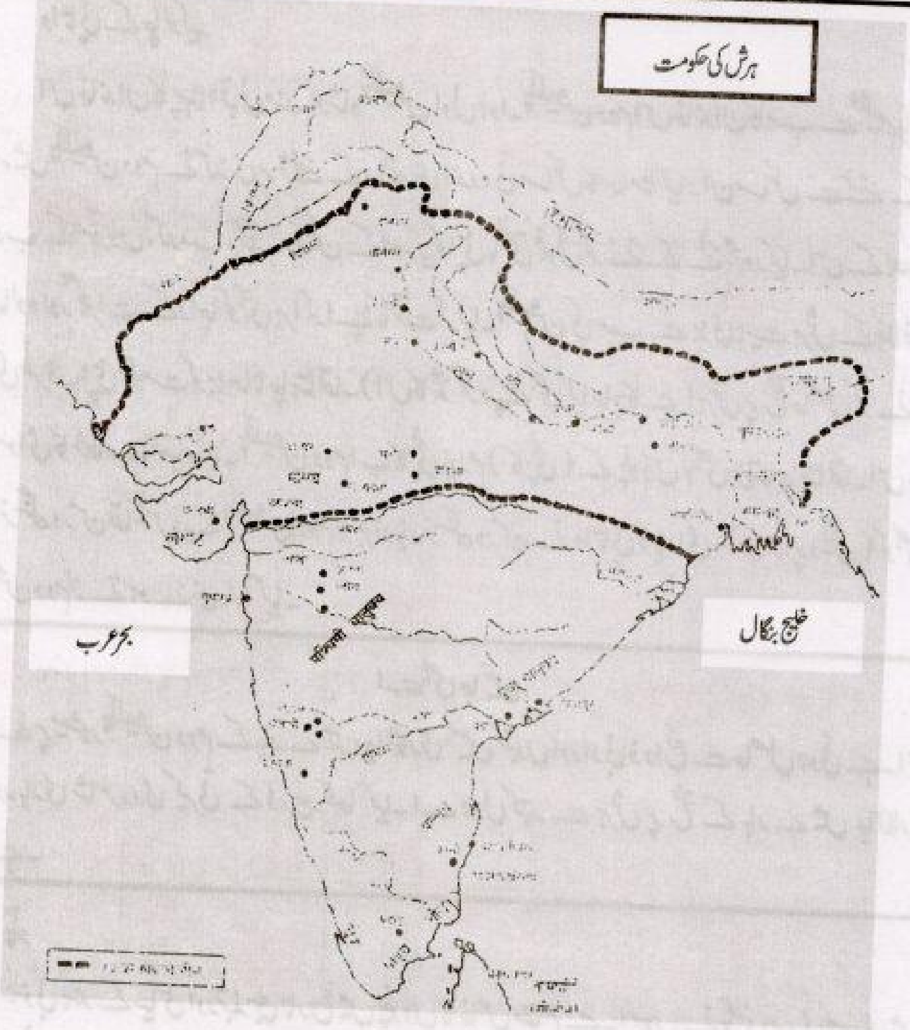

ہرش کی حکومت کا نقشہ

وَندے ماترم

سُجلام سُفلام مَلیَج شیتلام،

شسیے۔شیام لام مَاترَم

وَندے ماترَم!!

شُوبھر۔جیوتسنا۔پُلکِت۔یامنیم،

پھُلّ۔کوسُومِت۔دُرم دَل۔شُوبھینیم

سُوہاسنیم،سومدھُر بھاشینیم،

سُوکھددام،وَردام،مَاترَم!!

وَندے مَاترَم!!

بھی تحفظ دیتا تھا۔اس کی مدد کے لئے وزیر اور افسران ہوتے تھے۔حکومت کی آمدنی کا اہم ذریعہ خراج تھا۔حکومت کی پوری زمین راجا کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔اس لئے پیداوار کے ایک تہائی 1/3 حصہ پر اس کا اختیار تھا اور خراج کی رقم بھی تھی۔راجا کے ذریعہ آفیسران کو زمین دی جاتی تھی۔اس کے علاوہ سمندر گپت نے کئی ہارے ہوئے راجاؤں کو ان کے علاقے لوٹا کر انہیں ٹیکس دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ٹیکس دینے والے یہ حکمراں اور زمین کے مالک افسران "سامنت" کہلاتے تھے۔موریہ حکمرانوں کے مرکزی نظام حکومت کے برخلاف گپتوں کی حکومت سامنتی اور غیر مرکزی شکل رکھتی تھی۔آگے چل کر یہی بات گپت حکومت کے زوال کی وجہ بن گئی۔

حکومت کی سب سے بڑی اکائی کو دیش کہا جاتا تھا۔دوسری صوبائی اکائی کو "بھکتی" کہا جاتا تھا۔اس وقت مگدھ کا تذکرہ بھکتی کی شکل میں ملتا ہے۔بھکتی کے آفیسران "اوپرک" کہلاتے تھے۔اس کے نیچے کی اکائی "ویشے" ممکن ہے۔ضلع کی شکل میں رہی ہو جس کے آفیسر کو ویشے پتی" کہا جاتا تھا۔سب سے چھوٹی اکائی "گرام" ہوتی تھی۔

کمار اماتیہ	-	صوبے کا گورنر
مہاسندھی	-	جنگ اور امن کا وزیر
مہاڈنڈ نائک	-	چیف جسٹس

مقامی حکومت میں نگر سریشٹھی (شہر کا بینکر یا شیئر کا تاجر) سارتھ واہ یعنی تاجروں کے قافلے کا سربراہ پرتھم کولک یا خاص دستکار۔پرتھم کایستھ یعنی کلرکوں کے سردار (ہیڈ کلرک) جیسے لوگ اہم کردار میں ہوتے تھے۔گرام کا سردار "گرامک" کہلاتا تھا جس کا انتخاب گرام سمیتی کے لوگ کرتے تھے۔نگر پتی شہر کے حکومت کا سربراہ ہوتا تھا۔

اسے بھی جانیں

گپت حکومت کے زوال سے ہرش کے عروج تک شمالی ہندوستان میں چار حکومتیں کافی طاقت ور حالت میں تھیں۔

1. مگدھ کے گپت (ان کا گپت خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا)